Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

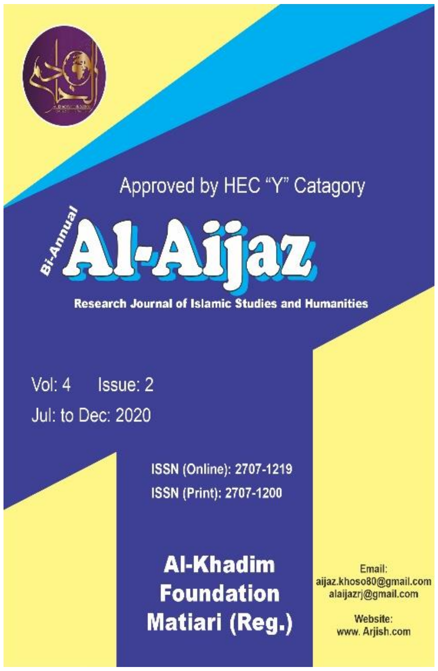

TOPIC:

A Bibliographical Study of "Aurangzeb per aik nazar" by Shibli Naumani

AUTHORS:

1. Sumaira Ijaz, Assistant Professor, Department of Urdu, University of Okara
Email ID: sumairanaseem26@gmail.com ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-4692-5653

How to cite:
Ijaz, S. (2020). U-8 A Bibliographical Study of "Aurangzeb per aik nazar" by Shibli Naumani. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *4*(2), 123-134.
https://doi.org/10.53575/u8.v4.02(20).123-134

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/151

QR Code

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 123-134

Published online: 2020-12-06

شبلی نعمانی کی تصنیف "اورنگزیب پر ایک نظر" کا منہاجیاتی مطالعہ

A Bibliographical Study of "Aurangzeb per aik nazar" by Shibli Naumani

Sumaira Ijaz*

Abstract
Shibli Naumani is a remarkable literary personality for his multi dimensional approach and works. His critical methodology is connected with his research based attitude and language. On the course of research, sources determine the reliability and fineness of factwhereas the search and gradation of sources depends upon the individual capabilities. 'Aurangzaib Alamgir Per Aik Nazar' by Shibli, is an eye revealing piece of research about Aurangzeb.In this book, Shibli has discussed the objections logically which were laid on Auranzaib and this book depicts Aurangzaib as a religious person with true Islamic spirit.In this way, it becomes so important to see those sources which he used to defend Aurangzaib's religious status.This research article narrates the introduction of its sources and mentions the places from which Shibli sited. In this way Shibli comes out as authoratative and reliable researcher.

Keywords: Shibli, Aurangzeb, Sources, Religious Status, Researcher, Islamic Spirit

شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء۔۱۹۱۴ء) شاعر، نقاد، سوانح نگار، مؤرخ، سفر نامہ نگار اور متکلم ہیں۔ اُن کا تخلیقی سرمایہ بہت وقیع ہے۔ سوانحی و تاریخی کتب میں المامون، سیرۃ النعمان، الفاروق، الغزالی، سوانح مولانا روم اور سیرۃ النبی ﷺ تنقیدی کتب میں موازنہ انیس و دبیر، شعر العجم، مقالاتِ شبلی، بہ طور متکلم، دو کتب: علم الکلام اور الکلام، شاعری کے حوالے سے کلیات اُردو اور فارسی دیوانِ شبلی کے ساتھ ساتھ ایک سفر نامہ، سفر نامہ روم و مصر و شام، اہم ہیں۔ اِن تمام جہات میں اُن کے اس علمی و ادبی سرمایے کی تحقیقی و تنقیدی وقعت و حیثیت مسلم ہے۔ خاص طور پر سوانحی کتب کی تیاری میں اُنھوں نے بنیادی مآخذ تک رسائی کی بھرپور سعی کی۔ اس سلسلے میں ان کی تصنیف ''الفاروق'' اہمیت کی حامل ہے جس کی تیاری کے لیے اُنھوں نے دیگر اسلامی ممالک کے کتب خانوں تک رسائی کے لیے سفر بھی کیے اور اہم ماخذات کی روشنی میں حضرت عمر فاروقؓ کی سوانح عمری مرتب کی۔ اسلامی تاریخ میں حضرت عمر فاروقؓ کی شخصیت مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کی فتوحات، نظام حکومت، نظام عدالت، فوج داری، بیت المال، رعایا کے حقوق، عدل و انصاف، اجتہاد، مذہب اور تعلیم کے لیے کوششیں اور اصلاحات اپنی مثال آپ ہیں۔ شبلی کی سوانح نگاری کے وقیع سرمایے میں معتبر حوالہ سیرۃ النبی ﷺ کا ہے۔ مارگولیوتھ کے انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر اعتراضات کے جواب دینے کے ساتھ ساتھ ایک مکمل اور مستند سوانح بھی مرتب کی ہے۔ یہ سوانح اردو میں سیرۃ النبی ﷺ کی روایت میں شاہ کار کا درجہ رکھتی ہے۔ یہ تصنیف دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد شبلی نعمانی نے اور دوسری جلد ان کے شاگرد رشید سید سلیمان ندوی نے تحریر کی ہے۔ پہلی جلد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور غزوہ تبوک تک کے واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔ انھوں نے سرور کائنات صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم سے عقیدت کے اس نادر اظہار کو فصاحت و بلاغت کا معجز نمونہ بنا دیا ہے۔

---

* Assistant Professor, Department of Urdu, University of Okara
Email ID: sumairanaseem26@gmail.com ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-4692-5653

شبلی نعمانی نے سوانح عمریاں ترتیب دیتے ہوئے بعض مسلم تاریخی تعصبات اور غلطیوں پر نہ صرف سوال اُٹھایا بلکہ اُس پر مُدلّل حاشیہ آرائی بھی کی۔اِس سلسلے کی ایک اہم کتاب ''اورنگزیب عالمگیر پر ایک نظر'' ہے جس میں اُنھوں نے مخالف مؤرخوں کی غلط بیانیوں پر گرفت کی اور ان غلط بیانیوں کی مؤرخانہ تحقیق و تنقید کی روشنی میں اصل واقعات کی تفصیل بیان کی ہے۔ مولانا محمد علی جوہر نے شبلی سے ایک مضمون کی فرمائش کی تھی جس میں وہ عالمگیر پر لگائے گئے الزامات کی تحقیقی تفصیل پیش کریں۔

اِس مضمون کی پہلی قسط ۵/دسمبر ۱۹۰۶ء کو ''الندوہ'' میں شائع ہوئی۔اس کے بعد چھ شماروں میں اس کی اقساط شائع ہوتی رہیں اور مارچ ۱۹۰۸ء میں یہ سلسلہ مکمل ہوا[۱]۔ بعد ازاں یہ کتابی شکل میں ''اورنگزیب عالمگیر پر ایک نظر'' کے نام سے شاہ جہانی پریس دہلی سے شائع ہوئی تھی۔ ۱۹۱۱ء میں یہ کتاب ''مضامینِ عالمگیر'' کے نام سے مطبع انتظامی کانپور سے شائع ہوئی۔

اس کتاب میں شبلیؔ نے انتہائی محنت و عرق ریزی سے اہم مآخذات کی روشنی میں اورنگزیب عالمگیر پر ہونے والے اعتراضات کا مدلّل جواب دیا ہے۔اِس تحقیقی و تنقیدی کاوش میں اُنھوں نے جن بنیادی مصادر سے کام لیا ہے اُن میں ''منتخب اللباب'' از خافی خاں، ''ماثر عالمگیری'' از محمد ساقی مستعد خاں، ''ماثر الامرا'' از نواب شاہ نواز صمصام الدولہ، ''تاریخ ہندوستان'' از ماؤنٹ اسٹیورٹ الفنسٹن، ''سوانح اورنگ زیب'' از اسٹینلی لین پول، ''وقائع سیر وسیاحت'' از ڈاکٹر برنیئر، اہم ہیں۔ ضمنی ماخذات میں ''واقعاتِ عالمگیری'' از عاقل خاں رازی، ''بادشاہ نامہ'' از عبدالحمید لاہور، ''تاریخِ فرشتہ'' از محمد قاسم فرشتہ، ''تزک جہانگیری'' از نورالدین جہانگیر، ''سخندانِ فارس'' از مولانا محمد حسین آزاد، شامل ہیں۔ان ماخذات کی اہمیت کے پیشِ نظر ان کا تعارف بھی اہمیت کا حامل ہے جس سے شبلی کی تحقیق کو بھی استناد ملتا ہے۔ذیل میں نہ صرف ان ماخذات کا تعارف دیا جارہا ہے بلکہ اس بات کی نشان دہی بھی کی گئی ہے کہ شبلی نے کس موقع پر کس ماخذ سے استفادہ کیا ہے۔

منتخب اللباب از میر محمد ہاشم خافی خاں

یہ فارسی تصنیف ہے اس کے مولف میر محمد ہاشم خافی خاں، نظام الملکی ہیں۔خافی خاں کے آباؤاجداد تیموریہ خاندان کے متوسل تھے۔ان کے باپ خواجہ میر، شہزادہ داور بخش کے ملازم تھے۔اورنگ زیب نے شہزادہ محمد سلطان کو اجین کا صوبہ دار بنایا تو خواجہ کلاں کو اس کا دیوان نائب مقرر کیا۔ خواجہ کلاں، خافی خاں کے خالو تھے۔ خافی خاں نے اپنے عہد کے فاضل بزرگ اور ریاضی دان سید محمد علامی سے تعلیم حاصل کی۔ اورنگ زیب کے عہد میں خافی خاں عاملانِ گجرات کا رفیق رہا۔ ۱۱۲۵ھ میں فرخ سیر نے خافی خاں کو دکن کا دیوان مقرر کیا۔ محمد شاہ کے عہد میں خافی خاں کو نواب نظام الملک آصف جاہ نے اپنا دیوانِ کل بنالیا[۲]۔اورنگ زیب عالمگیر نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ اس کے عہد کی تاریخ نہ لکھی جائے لیکن خافی خاں نے خفیہ طور پر ''منتخب اللباب'' کے عنوان سے تاریخ لکھی جو ۱۷۳۲ء میں محمد شاہی دور میں شائع ہوئی۔ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔ جلد اوّل، امیر ناصر الدین سبکتگین کے عہد سے سلطان ابراہیم لودھی تک یعنی سلاطینِ دہلی سے متعلق ہے۔ جلد دوم، سلاطینِ تیموریہ اور جلد سوم، سلاطینِ دکن سے متعلق ہے۔ ایشاٹک سوسائٹی بنگال، کلکتہ سے مولوی کبیر الدین احمد اور مولوی غلام قادر کی زیرِ نگرانی پہلی جلد ۱۸۶۸ء، دوسری جلد ۱۸۷۴ء اور تیسری جلد ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کا اُردو ترجمہ محمود احمد فاروقی نے کیا جو

نفیس اکیڈمی کراچی سے ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا۔

خافی خاں نے اپنی تاریخ کا آغاز حمدیہ و نعتیہ انداز میں کیا ہے۔ مقدمے میں سلاطینِ تیموریہ کے نسب کا ذکر ہے۔ دوسری جلد کے ابواب کے عنوانات میں مغل خاں، چنگیز خاں، امیر تیمور، اولادِ تیمور، بابر بادشاہ، ہمایوں کی ولادت، بابر کی لشکر کشی، ہندوستان پر پانچ حملے، فتحِ دہلی، شاہ جہاں کے خاتمہ قلعہ سلطنت وغیرہ ہیں۔ انھوں نے اپنی تاریخ میں تاریخِ نظامی اور تاریخِ فرشتہ کو بھی حوالہ بنایا ہے۔ عہدِ اکبری کے منصب داروں کی فہرست بھی اِس تاریخ کا خاصا ہے۔ اِس تالیف کی اہمیت کے حوالے سے نبی احمد سندیلوی لکھتے ہیں:

''یوں تو اس تاریخ میں سلطنتِ مغلیہ کے تمام ہی بادشاہوں کے حالات تفصیل کے ساتھ درج ہیں لیکن عالمگیر کے عہد کو مصنف نے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ انگریز مورخین کے یہاں یہ کتاب بہت ہی بلند مرتبہ اور مستند ہے اور عالمگیر کے عہد کی بابت تو ان کا ایمان ہے کہ اس تاریخ سے زیادہ مستند اور معتبر کوئی دوسری تاریخ مرتب نہیں ہوئی۔''[۳]

شبلی نعمانی نے سب سے زیادہ حوالے اِس تاریخ سے دیے ہیں۔ اُنھوں نے ۲۶ مقامات پر اسے براہِ راست ماخذ بنایا ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے حوالے سے دکن میں اہم وقوعات مثلاً ابوالحسن تاناشاہ کی عیش پرستی، شراب خوری، ابوالحسن کی سیواجی کے بیٹے سنبھا کی معاونت، عالمگیر کا معظم شاہ کو حیدرآباد کی مہم پر بھیجنا، سیواجی کا خاندان، شاہ جہاں کی دکن میں کارروائیاں، عالمگیر کی بیجاپور میں فوج کشی، سیواجی اور اس کی اولاد کے واقعات، جے سنگھ سے متعلقہ واقعات، جسونت سنگھ کی کارروائیاں وغیرہ۔ اس کے علاوہ شاہ جہاں کے بیمار ہونے پر داراشکوہ کو سلطنت دینے کے واقعات، بھائیوں کی لڑائی، مرہٹوں کا عالمگیر کی فوج کا حصہ ہونا، ہندو اور مسلمانوں کے یکساں تقرر، شاہ جہاں کے عالمگیر کے خلاف شجاع کو خط، شاہ جہاں کے مہابت خاں کو خط، عالمگیر کے شاہ جہاں کے نام خطوط، داراشکوہ اور مراد بخش کے دِلّی میں قید کے واقعات، تمام اضلاع میں سرکاری وکیلوں کی تعیناتی اور عالمگیر کی بڑھاپے میں بھی بہادری کی مثالیں خافی خاں کی ''منتخب اللّباب'' سے لی گئی ہیں۔

مآثر عالمگیری از محمد ساقی مستعد خاں

محمد ساقی مستعد خاں کی یہ تصنیف اورنگزیب کے پچاس سالہ دورِ حکومت کی مرتب تاریخ ہے۔ اُنھوں نے ابتدائی دس سالہ عہدِ سلطنت کے حالات محمد کاظم شیرازی کی تصنیف ''عالمگیر نامہ'' سے منتخب کر کے مقدمہ میں پیش کیے ہیں جبکہ بقیہ چالیس سالہ عہدِ حکومت کی تاریخ (۱۶۸۷ء/۱۰۷۸ھ تا ۱۷۰۶ء/۱۱۱۸ھ) بہ زبانِ فارسی مرتب کی ہے۔ دیباچے میں اس کی تکمیل کا سال ۱۱۲۲ھ بیان کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ اپنے بیان کردہ تاریخی واقعات کی صحت کی ذمہ داری بھی اُٹھائی ہے۔

مصنف کے والد کا نام مولوی عنایت اللہ خاں تھا جو اورنگ زیب کے معتبر میر منشی اور وزیر تھے۔ اُنھوں نے اورنگ زیب کے مختلف امراء کو بھیجے گئے احکامات ''احکامِ عالمگیری''[۴] کے نام سے جمع کیے اور جو شقّے خود بادشاہ نے لکھے تھے، اُن کا مجموعہ ''کلماتِ طیبات'' کے نام سے مرتب کیا اور ۱۱۳۹ھ میں وفات پائی۔[۵]

مذکورہ کتاب، سلسلہ کتبِ ہندیہ کے شمار نمبر ۲۳۳/۲۳۲ کے تحت ایشاٹک سوسائٹی بنگال، کلکتہ سے ۱۸۷۱ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔ اِسے

مدرسہ کلکتہ کے فارسی اُستاد مولوی آغا احمد علی نے مرتب کیا اور یہ ۴۸۰ صفحات پر مشتمل تھی۔اس کتاب کے مقدمے کا آغاز حمدیہ اور نعتیہ ہے۔ابتدائی دس سالہ حکومت کے واقعات کا انتخاب سال اوّل سے سال دہم کے عنوانات کے تحت دیا گیا ہے۔مقدمے کے بعد باقاعدہ تاریخ کا آغاز دوبارہ حمد و نعت سے ہوتا ہے اور اس کتاب کو ترتیب سال کے تحت عنوانات کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔اس کتاب کا اُردو ترجمہ مولوی محمد فدا علی طالب نے کیا جو ۱۹۳۲ء میں مطبع جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن سے شائع ہوا۔

شبلی نعمانی نے اپنی کتاب کے تیرہ مقامات پر براہِ راست اِس کتاب کو اپنا ماخذ بنایا ہے۔جن مقامات کے لیے حوالے لیے گئے ہیں اُن میں تخت نشینی کے چند واقعات، دکن میں جنگ کے حوالے سے دشمنوں سے سلوک، اور اصلاحات کا بیان شامل ہے۔عالمگیر کے وکیل عیسی بیگ کے گھر کی ضبطی، جودھ پور کے رئیس جسونت سنگھ کی وفات کے بعد اُس کے دو بیٹوں کو دربار میں بُلا کر خطاب اور منصب عطا کرنا، اودے پور کے رئیس مہارانا راج سنگھ کے دو بیٹوں اِندر سنگھ اور بہادر سنگھ کو فوج میں معزز عہدوں پر متعین کرنا، دکن میں مرہٹوں کے سردار سیوا جی کو معاف کرنا، سیوا جی کی عہد شکنی، سیوا جی کے اعتراضات، ہندوؤں کو قید میں کھانا کھلانا، عالمگیر دور کے ہندو عہدیداروں کی فہرست، جن ہندو مدارس کو عالمگیر عہد میں بند نہ کروایا گیا، اُن کی تفصیل، جب کوئی عہدے دار مر جاتا تو اس کی جائیداد ضبط کرنے کے طریقہ کار کو ختم کرنے کی تفصیل، علما، فضلا اور طلبا کے وظائف، نوروز کے جشن میں نذرانوں کی تفصیل، اِسی کتاب سے لی گئی ہیں۔مذکورہ تفصیلات کے حوالوں سے اِس تصنیف کے اہم ماخذ ہونے کی نشاندہی ہوتی ہے۔

مآثر الامرا از سید عبدالرزاق الحسینی

یہ فارسی تصنیف ہے۔اس کے مصنف سید عبدالرزاق الحسینی ہیں۔اس میں دکن کے بہت سے راجپوتوں، راجاؤں، رئیسوں اور شہزادوں کے حالات اور عالمگیر کی دکن مہمات میں شامل رئیسوں کا مفصل احوال رقم ہے۔مصنف ۱۱۱۱ھ میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ابتدائے عمر میں ہی اورنگ آباد آئے اور نواب نظام الملک آصف جاہ کے ملازم ہو گئے۔آصف جاہ کے بیٹے نواب ناصر جنگ سے ان کے قریبی تعلقات تھے جب ۱۱۵۲ھ میں ناصر جنگ نے آصف جاہ سے بغاوت کی تو مصنف نے ناصر جنگ کا ساتھ دیا۔اس واقعہ کے بعد آصف جاہ نے انھیں معزول کر دیا۔اس کے بعد نو سال گوشہ نشینی میں گزارے اور اِسی عرصے کے دوران ''مآثر الامرا'' کی تصنیف شروع کی اور پانچ سال کی محنت کے بعد ترتیب دیا۔۱۱۶۱ھ میں آصف جاہ کی وفات کے بعد نواب ناصر جنگ نے مصنف کو اپنا وزیر بنالیا بعد ازاں نواب صلابت جنگ نے صمصام الدولہ کا خطاب دیا۔اُنھوں نے فارسی شعرا کا ایک تذکرہ ''بہارستانِ سخن'' بھی لکھا۔۱۱۷۱ھ میں اورنگ آباد میں اسے بعض مصندوں نے قتل کر دیا اور مآثر الامرا کا مسودہ بھی تلف ہو گیا۔کچھ عرصے بعد میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اس کے منتشر اجزا کو جمع کر کے ترتیب دیا۔مصنف کے فرزند میر عبدالحیئ خاں کو مسودے کے مزید اجزا ملے اور مزید ۳۴۰ امرا کے حالات لکھے اور ان کو حروفِ تہجی میں تقسیم کر کے پانچ سو تیس (۵۳۰) امرا کے حالات کا ایک جدید نسخہ ۱۱۹۴ھ میں مرتب کیا۔ایشاٹک سوسائٹی بنگال نے سلسلہ کتب ہندیہ کے تحت عبدالحیئ خاں کے ''مآثر الامرا'' کے اِس نسخے کو تین جلدوں میں ۱۸۸۷ء تا ۱۸۹۵ء کے دوران شائع کرایا۔[۲]

پہلی دو جلدوں کو مولوی عبدالرحیم مدرس، مدرسہ عالیہ، کلکتہ اور تیسری جلد مولوی مرزا اشرف علی نے تصحیح کے بعد مرتب کیا۔ ''مآثرالامرا'' کا اُردو ترجمہ محمد ایوب قادری نے کیا جو مرکزی اُردو بورڈ لاہور سے ۱۹۶۹ء/۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔ شبلی نعمانی نے ''مآثرالامرا'' کی انھی تین جلدوں کو ماخذ بنایا ہے۔ گیارہ مقامات پر براہِ راست حوالہ دیا ہے۔ ابوالحسن تاناشاہ، سیواجی، رام سنگھ، مہارانا سنگھ، امر سنگھ، روپ سنگھ، جسونت سنگھ، راجہ بھاؤ سنگھ کے احوال کے علاوہ ساہو کے عالمگیر اور ابوالحسن کے نام خطوط، ساہو کا عالمگیر کی قبر کی سب سے پہلے زیارت کرنا، عالمگیر کا شیخ الاسلام سے حیدر آباد پر حملے کے لیے فتویٰ لینا اور شیخ الاسلام کے انکار کے لیے ماثرالامرا سے استفادہ کیا ہے۔

تاریخ ہندوستان از ماؤنٹ اسٹیورٹ الفنسٹن

یہ کتاب ماؤنٹ اسٹیورٹ الفنسٹن (Mount Stuart Alphinston) کی تصنیف ہے۔ اس میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے عہد کی تاریخ (ابتداء سے ۱۷۶۱ء تک) قلم بند کی گئی ہے۔ یہ کتاب انگریزی میں ۱۸۳۹ء میں شائع ہوئی۔ سائنٹی فک سوسائٹی علی گڑھ نے سلسلہ نمبر ۹ کے تحت متنوں اور حواشی کے ساتھ اُردو ترجمہ ۱۸۶۷ء میں شائع کیا۔ اِسی اُردو ایڈیشن کو شبلی نعمانی نے اپنا ماخذ بنایا ہے۔ جلد اوّل میں صرف ہندوؤں کا بیان ہے۔ اِس تاریخ کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں ہندوستان کی تہذیب، مذہب، ادب، فلسفہ، عادات و اطوار، تجارت، سائنس اور آرٹ جیسے موضوعات کو سمیٹا گیا ہے۔ پہلی جلد، ہندوؤں کے مسلمانوں کے عہد سے قبل کی تاریخ ہے اس کو مزید چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں پانچ ابواب ہیں، پہلا باب، ہندوؤں کی اقوام، دوسرا باب، طرزِ حکومت، تیسرا باب، عدل و انصاف کا طریقہ کار، چوتھا باب، مذہب کے بیان، پانچواں باب، عادات و اطوار اور طرزِ معاشرت کے بیان سے متعلق ہے۔ دوسرے حصے میں تین ابواب ہیں، پہلے باب میں، ذات پات کا نظام، دوسرے باب میں، حکومت کی تبدیلیاں، تیسرا باب قوانین کی مختلف صورتوں سے متعلق ہے۔ تیسرے حصے میں گیارہ ابواب ہیں، پہلا باب علم ہیئت اور علم ریاضی، دوسرا باب، علمِ جغرافیہ، تیسرا باب، علم تاریخ اور مذہبی وقوعات کی تاریخ، چوتھا باب، علم طب، پانچواں باب، ہندوؤں کی زبان، چھٹا باب، علم انشا، ساتواں باب، علم موسیقی، مصوری، سنگ تراشی، فن تعمیر، آٹھواں باب رنگت، زرگری، نواں باب فن زراعت، دسواں باب فنِ تجارت، گیارھواں باب طرزِ زندگی اور عادات و اطوار کے بیان کے بارے میں ہے۔ چوتھے حصے کے دو ابواب ہیں، پہلا باب ہندو بادشاہوں (مسلمانوں کے عہد سے قبل) کی تاریخ اور دوسرا باب دکن کے ہندوؤں کی تاریخ ہے۔

دوسری جلد مسلمانوں کے عہدِ حکومت سے متعلق ہے۔ یہ جلد آٹھ حصوں پر مبنی ہے۔ پہلے حصے میں چار ابواب ہیں، پہلا باب مسلمانوں کی ہندوستان آمد، دوسرا باب صفوی خاندان، سبکتگین خاندان، تیسرا باب محمود غزنوی، چوتھا باب غزنوی خاندان سے متعلق ہے۔ دوسرے حصے میں تین ابواب ہیں، پہلا باب خاندانِ غلاماں، دوسرا باب خلجی خاندان، تیسرا باب تغلق خاندان اور لودھی خاندان کی تفصیل پر مبنی ہے۔ بقیہ چھ حصے کل ۲۰ (بیس) ابواب پر مشتمل ہیں۔ یہ چھ حصے خاندانِ تیموریہ کی تاریخ ہے اِس میں بابر سے لے کر احمد شاہ کی سلطنت کے بیان کے احوال کا مجموعہ ہے۔ عائشہ بیگم اِس کتاب کو جدید تاریخ نویسی کا اہم ستون سمجھتی ہیں، وہ لکھتی ہیں:

''یہ (الفنسٹن) ۱۷۷۹ء میں پیدا ہوا۔ اور اڈابزا میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ہندوستان آیا۔ یہاں وہ ایسٹ انڈیا کمپنی سے منسلک ہو گیا۔ مختلف عہدوں سے ترقی کرتے کرتے وہ بعد میں بمبئی کا گورنر بن گیا۔ اس کی سب سے پہلی تصنیف ''تاریخِ ہند'' ہے جو ۱۸۳۹ء میں شائع ہوئی چوں کہ الفنسٹن جدید فن تاریخ نویسی سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لیے اس نے ہندوستان سے کہانیوں اور داستانوں کو حذف کر دیا۔۔۔ ہندوستان کی تہذیب، مذہب، ادب، فلسفہ، آرٹ، سائنس، عادات و اطوار اور تجارت کے وسیع موضوعات کو زمان و مکان کی تاریخی حدود میں جمع کرنا، ایک ایسے وقت جب کہ پہلے سے کوئی واضح خطوط اور اشارات موجود نہ ہوں۔ ایک بہت مشکل کام تھا۔''[۷]

شبلی نعمانی نے اس کتاب کے لیے بارہ مقامات پر تاریخ ہندوستان کو حوالہ بنایا ہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کا دربار میں کھڑے ہو کر عرضیاں لینا اور ان پر حکم لکھنا، عالمگیر کی فتح دکن، اورنگ زیب پر اعتراضات مثلاً سیوا جی کا دہلی میں عمدہ استقبال نہ کرنا، عالمگیر کی فوج کا مرہٹوں سے گھبرانا، مرہٹوں کی ڈاکوزنی کے باعث تیموری حکومت کو مردہ لاش قرار دینا، اس کے علاوہ جے پور ریاست کی اطاعت گزاری، ہندوؤں کو بھرتی نہ کرنے کے فرمان کی تفصیل اس کتاب سے لی گئی ہے۔ شبلی نعمانی نے الفنسٹن کو متعصب مؤرخ قرار دیا ہے اور ان کے حالات کو مدلّل غلط ثابت کیا ہے۔

سوانح عمری اورنگ زیب از اسٹینلی لین پول

یہ کتاب اسٹینلی لین پول کی تحریر کردہ ہے لین پول ۱۸۵۴ء میں لندن میں پیدا ہوا۔ وہ ۱۸۷۴ء تا ۱۸۹۲ء برٹش میوزیم سے وابستہ رہا۔ اُسے اسلامی اور ہندوستانی تاریخ کے اہم مستشرق کی حیثیت حاصل ہے۔ اس کا انتقال ۱۹۳۱ء میں ہوا۔ یہ کتاب انگریزی زبان میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن سے ۱۸۹۳ء میں شائع ہوئی جسے سر ولیم ولسن ہنٹر نے مرتب کیا تھا۔ انگریزی کتاب ۲۰۶ صفحات پر مشتمل اور اورنگ زیب کے عنوان سے اشاعت پذیر ہوئی۔ شروع میں اورنگ زیب کی تصویر اور ہندوستان کے نقشے دیے گئے ہیں۔ اس کا اُردو ترجمہ مولوی محمد لطیف صاحب بی۔اے، وکیل ہائی کورٹ نے کیا جو مشاہیر فرمانروایانِ ہند کے تحت مطبع نولکشور لکھنؤ سے ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا۔ اس کتاب کی تمہید میراث اکبری کے عنوان سے ہے۔ بقیہ کتاب بارہ ابواب پر مشتمل، اورنگ زیب کے عہد کی داستان ہے۔ چند ابواب کے عنوان یہ ہیں: شہزادگی، تختِ سلطنت کی لڑائی، خدا مذہبی، بادشاہی، دربار، سلطنت، آمدنی، ہندو، دکن، زوالِ اورنگ زیب وغیرہ۔

شبلی نعمانی نے اس کتاب کا حوالہ دس مقامات پر دیا ہے۔ مرہٹوں کی سازشوں کے مصائب اور ان کے قلعوں کو فتح کرنے کے لیے منصوبہ بندی، راجپوتوں پر جزیہ لگانا، عالمگیر کی دارا شکوہ سے جنگ، شاہ جہاں کا عالمگیر کو بُلانا، وغیرہ اہم حوالے ہیں۔ شبلی نے یہ حوالے عالمگیر کی دارا شکوہ کے خلاف جنگ میں بہادری، اس کے عدل کی امثال، اس کے تمام اعمال کو مذہبی فرض سمجھنے کے لیے دیے ہیں۔ اس کے علاوہ عالمگیر کے محاصل سلطنت کی مکمل تفصیل بھی لین پول کی تصنیف سے لی گئی ہے۔

وقائع سیر وسیاحت از ڈاکٹر برنیئر

فرانس برنیئر نے ہندوستان کے سفر کی یادداشتیں تحریر کیں جو فرانسیسی زبان میں پہلی دفعہ ۱۶۷۰ء میں شائع ہوئیں۔ اس کا انگریزی ترجمہ Irving Brock نے Travils in the Mogul Empire کے نام سے کیا جو Edenburg University Press

سے شائع ہوئی۔اس کا اُردو ترجمہ ''وقائع سیر وسیاحت ڈاکٹر برنیر'' کے عنوان سے سید محمد حسین صاحب، میر منشی ریاست پٹیالہ نے کیا جو کہ کرنل ہنری مور کے اُردو ترجمے (جو شائع نہ ہو سکا) کی از سرِ نو ترتیب، ترجمہ اور حاشیوں کی تزئین کے بعد بہ فرمائش وزیر اعظم ریاست پٹیالہ، خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب بہادر، مطبع گلزار ابراہیم، مراد آباد سے ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا۔اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۰۳ء میں آگرہ سے اشاعت پذیر ہوا[۸]۔اس کتاب کے ۳۰۴ موضوعات کو ۴۲۰ صفحات میں بیان کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر فرانس برنیر، فرانس کے شہر انجرس میں ایک روایت کے مطابق ۱۶۲۵ء میں پیدا ہوا۔ علم طب کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اپنے سیاحت کے شوق کی بار آوری کے لیے ۱۶۵۴ء میں شام پہنچا۔وہاں سے مصر اور پھر ۱۶۵۶ء میں ہندوستان پہنچا۔ہندوستان میں اس کا قیام بارہ سال (۱۶۵۶ء-۱۶۶۸ء) رہا۔جن میں سے آٹھ سال اورنگ زیب عالمگیر کے عہدِ سلطنت کے شامل ہیں۔کچھ دن داراشکوہ کے ساتھ رہا پھر داراشکوہ کی گرفتاری کے بعد اورنگ زیب کے امیرِ خاص دانش مند خاں کے ہاں ملازمت اختیار کی۔دانش مند خاں، سفرِ کشمیر میں اورنگ زیب کے ساتھ گیا تو برنیر کو بھی ہمراہ لیا۔دانش مند کو جدید علوم سے خاص شغف تھا اور برنیئر فلسفے کا ذوق رکھتا تھا۔برنیر نے دانش مند خاں کے لیے گینڈی اور ڈیکارٹ کے افکار و نظریات کا فارسی میں ایک رسالے کی شکل میں ترجمہ بھی کیا تھا[۹]۔برنیر کا انتقال ۱۶۸۸ء کو ہوا۔

شبلی نعمانی، برنیر کا حوالہ متعصب مؤرخ کے طور پر لاتے ہیں۔برنیر نے اِس سفر نامے میں جس تعصب سے کام لیا۔اِس حوالے سے مختلف ناقدین کا نقطہ نظر دیکھیے:

''برنیئر کا سفر نامہ سیاسی نوعیت کا ہے۔وہ حالات کا عینی شاہد ہے لیکن جب وہ نقاد کا فریضہ ادا کرتا ہے تو خاصا جانب دار نظر آتا ہے۔۔۔ہنری مور نے اِس سفر نامے کو عہدِ مغلیہ کے خلاف شہادت بنا کر پیش کیا اور یوں انگریزی عہد کے محاسن پر مہرِ تصدیق ثبت کرنے کی کوشش کی چنانچہ اِس سفر نامے کا مقصد بھی سیاسی تھا۔۔۔اس نے محلات کی سازشوں، شہزادوں کی ہوسِ اقتدار، اورنگ زیب کے تدبر، شاہ جہاں کی کسمپرسی کو زیادہ قریب سے دیکھا۔''[۱۰]

''احوال کی تحقیق کے بعد جب وہ اپنی منشا کے مطابق نتائج اخذ کرتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ سیاح سے زیادہ ذہنی تحفظات رکھنے والا ایک مؤرخ ہے۔''[۱۱]

''برنیئر کا یہ سفر نامہ ایک طرف تاریخ پاک وہند کے طلبہ کے لیے دلچسپی کی چیز ہے کیوں کہ جہاں وہ مغل دربار کے سلسلہ میں بہتان طرازیوں اور افترا پردازیوں میں نیز مؤرخانہ شعر سرائی یا شاعرانہ تاریخ نگاری کا ایک بھرپور نمونہ ہے تو دوسری طرف ایک معالج کی حیثیت سے برنیئر کے اخلاق کی پستی کا ایک گھناؤنا رُخ پیش کرتا ہے جو ناقابلِ عفو ودر گزر ہے۔۔۔اس کو دہلی کے اشراف وخواتین کے محلات میں بھی ضرورتاً یاد کیا جاتا ہے۔ایسے مواقع پر اس کا فرض تھا کہ بقدرِ ضرورت توجہ سے آگے نہ بڑھتا مگر اس نے تانک جھانک اور نظر بازی سے دریغ نہ کیا۔۔۔اس طرح جب وہ دانش مند خاں کے ایک ملازم کی حیثیت سے شاہ عالمگیر کے ساتھ کشمیر کے سفر پر تھا وہاں بھی مخدراتِ تیموریہ اور ان کی خادماؤں کو دیکھ لینے کے مواقع نکال لیا کرتا تھا۔اِس نے اِن سب بداخلاقیوں اور بے ضابطگیوں کا ذکر اپنے سیاحت نامے میں بار بار کیا ہے۔''[۱۲]

شبلی نے برنیر کے اس سفر نامے سے سات براہِ راست حوالے دیے ہیں۔اِن حوالوں سے شاہ جہاں کی بیماری کے حالات، اورنگ زیب عالمگیر

اور دارا شکوہ کے ارادۂ جنگ، عالمگیر کا شاہ جہاں سے برتاؤ، دارا شکوہ کی خامیوں کا بیان، عالمگیر کا مراد بخش کو خط لکھنا شامل ہیں۔

واقعاتِ عالمگیری از عاقل خاں رازی

یہ فارسی تصنیف ہے اس کے مصنف عاقل خاں رازی ہیں جو عہدِ عالمگیر کے معروف شاعر، نثر نگار، تاریخ نویس تھے۔ اصل نام میر عسکری، رازی تخلص تھا۔ شاہ جہاں کے دور میں جب عالمگیر کو دکن کی امارت سونپی گئی تھی میر عسکری، بخش دوم کے عہدے پر فائز تھا اور جب عالمگیر کا دارا شکوہ سے معرکہ ہوا تو اس وقت میر عسکری کو دولت آباد کا نگران مقرر کیا۔ جب عالمگیر تخت نشین ہوا تو میر عسکری کو عاقل خاں کا خطاب عطا کیا اور عالمگیر کا معتمدِ خاص بنا۔ دہلی کا ناظم بھی رہا۔ ۱۶۹۵ء میں وفات پائی۔ اس کی مشہور مثنویاں ''شمع و پروانہ''، ''مہر و ماہ'' اور ''مرقع'' ہیں۔ واقعاتِ عالمگیری، اورنگ زیب عالمگیر کے دور کی جنگوں، سیاسی ریشہ دوانیوں، عالمگیر کی جنگی مہمات، کاوشوں اور فتوحات کے واقعات پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب عالمگیر کی تعریف و توصیف، روزمرہ معمولات، عبادت گزاری، بہادری، شجاعت، منکسر المزاجی، اور کسرِ نفسی کے بیانات اور واقعات کی شہادتوں کا مرقع ہے۔ اس کتاب کا اختتام شاہ جہاں کی وفات کے بیان پر ہوتا ہے۔ یہ تصنیف چار قلمی نسخوں کی شکل میں مولانا آزاد لائبریری علی گڑھ میں موجود ہے[۱۳]۔ شبلی نے اس تصنیف سے چھ مقامات پر استفادہ کیا۔ دارا شکوہ کے محاصرہ گلبرگی کے وقت عالمگیر کا افسروں کو بلوانا، عالمگیر کے نام شاہ جہاں کے دردانگیز خطوط، شاہ جہاں کے دارا شکوہ کے نام خط، مراد بخش کا عالمگیر کی فوج کو توڑنا، دارا شکوہ کی شکست کے بعد ہر علاقے میں بیس لاکھ نقد بھیجنے کا حوالہ ''واقعاتِ عالمگیری'' سے دیا گیا ہے۔

بادشاہ نامہ از عبدالحمید لاہوری

یہ تصنیف شاہ جہاں کے تیس سالہ دورِ حکومت کی تاریخ ہے جو شاہ جہاں کی ہدایت پر فارسی زبان میں لکھی گئی۔ اس کی پہلی دو جلدوں کے مؤلف ملّا عبدالحمید لاہوری ہیں جو شیخ ابوالفضل علامی کے شاگرد تھے۔ شمس اللہ قادری، اِس تصنیف کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''بادشاہ نے اکبر نامہ کی طرز پر جب اپنے عہد کی تاریخ لکھوانا چاہی تو عبدالحمید کو پٹنہ سے بُلا کر اس خدمت پر مامور کیا تھا۔ ضعف و پیری کی وجہ سے عبدالحمید آخر کے ۵۷ سالہ واقعات لکھنے سے مجبور ہو گیا تو بادشاہ نے محمد وارث کو سلسلہ جاری رکھنے کا حکم دیا۔''[۱۴]

پہلی جلد، دس سالہ دورِ حکومت (۱۰۳۷ھ تا ۱۰۴۷ھ)، دوسری جلد، اگلے دس سالہ (۱۰۴۷ھ تا ۱۰۵۷ھ) واقعات پر مشتمل ہے۔ ان جلدوں کا آغاز ''حمد خدا تعالیٰ عز و جل'' کے عنوان سے کیا گیا ہے۔ شبلی نعمانی نے عبدالحمید لاہوری کے بادشاہ نامہ سے تین حوالے دیے ہیں ان میں شاہ جہاں نے عباس صفوی کے نام خط میں بت خانے منہدم کرنے پر فخر، شاہ جہاں کا ایک سال میں ۶۵ بت خانے گرانا، جہانگیر دَور میں ۷۶ نئے بت خانوں کی تعمیر، مسلم خواتین سے بہ زور شادیاں کرنا، مسجدیں گرا کر عمارتیں وسیع کرنا شامل ہیں۔ پہلی جلد ۱۸۶۷ء اور دوسری جلد ۱۸۶۸ء کو ایشیاٹک سوسائٹی بنگال، کلکتہ سے شائع ہوئی۔ ان کی تصحیح و ترتیب مدرستہ کلکتہ کے اساتذہ مولوی کبیر الدین احمد اور مولوی عبدالرحیم نے کی۔ ان جلدوں کے سرورق پر عبدالحمید لاہوری کا سن وفات ۱۰۶۵ھ درج ہے۔

عالمگیر نامہ از محمد کاظم شیرازی

یہ اورنگ زیب عالمگیر کے ابتدائی دس سالہ دورِ حکومت کی بہ زبانِ فارسی، تاریخ ہے۔ اس کا اہتمام عالمگیر کے حکم پر ہوا۔ تحریر کے بعد اس کا

مسودہ بادشاہ کو دکھایا جاتا تھا۔ یہ محمد کاظم شیرازی کی تالیف ہے۔ ان کے والد کا نام محمد امین قزوینی ہے جنھوں نے شاہ جہاں کے ابتدائی دس سالہ دورِ حکومت کی تاریخ "بادشاہ نامہ" کے عنوان سے تحریر کی۔ محمد امین قزوینی، شاہ جہاں کے میر منشی تھے اور محمد کاظم شیرازی اورنگ زیب عالمگیر کے میر منشی رہے۔ "عالمگیر نامہ" کے دیباچے میں مصنف نے عالمگیر کے اوائل عمری کے حالات بھی قلم بند کیے ہیں۔ مصنف کا انتقال ۱۰۹۲ھ کو ہوا۔ "عالمگیر نامہ" ایشاٹک سوسائٹی بنگال، کلکتہ کے تحت ۱۸۶۸ء میں شائع ہوئی جس کی تصحیح وتدوین مولوی خادم حسین اور مولوی عبدالحہ مدرسینِ مدرسہ کلکتہ نے کی۔

شبلی نعمانی نے دو جگہ، اس تالیف سے استفادہ کیا ہے۔ عالمگیر کی بیجاپور کی فتح اور سکندر کو خطاب سے نوازنے کے ساتھ دیگر نوازشات کی تفصیل بھی دی ہے۔

فیاض القوانین

یہ مکاتیب اور احکاماتِ امرائے تیموریہ کا قلمی نسخہ ہے۔ اس کا تعارف شبلی نعمانی یوں کرواتے ہیں:

"اس میں سلاطینِ ہندوستان و ایران اور مرزا مراد، شجاع، عالمگیر اور امرائے تیموریہ کے خطوط ہیں، مرزا مراد کے خطوط عین اس حالت کے ہیں جب وہ عالمگیر کے ساتھ مل کر دارا شکوہ کے مقابلے پر جانے کی تیاریاں کر رہا تھا، ان خطوط اور فرامین کو ملّا فیاض نے ۱۱۳۴ھ میں جمع کیا تھا۔ اس کا قلمی نسخہ ہمارے دوست نواب حسن علی خاں کے کتب خانے میں موجود ہے اور ہمارے پیشِ نظر ہے۔"[۱۵]

شبلی نے تین حوالے اس قلمی نسخے سے دیے ہیں۔ مراد کا عالمگیر کو خط اور عالمگیر اور مراد کے وکلا کو نظر بند کرنے اور واقعہ نویسی سے روکنے کے احکامات کا متن، شاملِ کتاب کیا ہے۔

تاریخ فرشتہ از حکیم محمد قاسم فرشتہ

یہ فارسی تصنیف ہے۔ اس کے مصنف حکیم محمد قاسم فرشتہ، ابن غلام علی ہندو شاہ، استر آباد (ایران) میں ۱۵۵۳ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۵۱۹ء میں ابراہیم عادل شاہ کے دربار میں ملازم ہوئے۔ اس کتاب کی تصنیف کے دوران ابراہیم عادل شاہ کی سرپرستی حاصل رہی۔ اِس کتاب کے دیگر نام گلشنِ ابراہیمی اور نورس نامہ ہیں۔ کتاب کے دیباچے میں محمد قاسم فرشتہ کے مطابق اس کتاب کی تیاری میں اُنھوں نے بتیس کتابوں سے مدد لی۔ ایک کتاب علمِ طب پر "دستور الاطبا" بھی لکھی۔ تاریخ فرشتہ میں ایک مقدمہ اور بارہ مقالے ہیں۔ یہ محمود غزنوی کے عہد سے ۱۶۰۹ء تک کے عہد کے واقعات پر مبنی ہیں۔ اِن مقالات میں سلاطینِ لاہور، دہلی، بیجاپور، تلنگانہ، بیدر، برار، ملتان، سندھ، کشمیر، شاہان گجرات وغیرہ شامل ہیں۔ اِسے بمبئی کے گورنر مؤرخ لارڈ الفنسٹن نے دو ضخیم جلدوں میں ۱۸۳۲ء میں بمبئی سے شائع کروایا۔ اس کے بعد مطبع نولکشور لکھنؤ سے اس کے متعدد ایڈیشن ۱۸۶۴ء، ۱۸۶۵ء، ۱۸۸۴ء میں شائع ہوئے [۱۶]۔ اس کا ایک اُردو ترجمہ ۱۸۹۶ء میں مطبع نولکشور سے ہی چھپا۔ بعد ازاں ایک اُردو ترجمہ فدا علی طالب نے عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد سے دو جلدوں میں ۱۹۲۶ء میں شائع کروایا۔

شبلی نے "تاریخ فرشتہ" سے دو مقامات پر حوالے دیے ہیں۔ دکن کی پانچ ریاستوں میں خانہ جنگی کا بیان اور دکن میں ہندوؤں کے اثر ورسوخ کا ذکر، علی عادل شاہ کے دور میں رام راج ہندو کے مسجدیں جلانے کا حوالہ دیا ہے۔

خزانہ عامرہ از میر غلام علی آزاد بلگرامی

یہ فارسی تصنیف ہے، مطبع نولکشور، کان پور سے ۱۸۷۱ء میں شائع ہوئی۔ اس کے مصنف میر غلام علی آزاد بلگرامی (۱۷۰۴ء-۱۷۸۶ء) ہیں۔ عربی و فارسی کے شاعر اور عالم تھے۔ بہت سے اُردو شعرا ان کے شاگرد تھے۔ ان کی اہمیت ان کے تذکروں مآثر الکرام (۱۷۵۲/۵۳ء) سروِ آزاد (۱۷۵۲/۵۳ء) اور خزانہ عامرہ (۱۷۵۳/۵۴ء) کے باعث ہے اور یہ تذکرے مستند ماخذ کا درجہ رکھتے ہیں [۱۷]۔ شبلی نعمانی نے ایک حوالہ ''خزانہ عامرہ'' سے لیا ہے۔ عالمگیر نے مرہٹوں کو اُن کے عہدے پہلے تو دوبارہ تفویض کرنے منظور کیے بعد ازاں اس سے انکار کرنے کا حوالہ دیا ہے۔

سیر المتاخرین از میر غلام حسین طباطبائی

یہ فارسی کی تصنیف ہے۔ اس کے مصنف نواب میر غلام حسین خاں طباطبائی ہیں۔ اس میں ہندوستان کے سلاطین مغلیہ کی تاریخ بیان ہوئی ہے۔ یہ تین جلدوں میں ہے۔ جلد اوّل اورنگ زیب عالمگیر کی وفات تک کے واقعات پر مشتمل ہے۔ رائل ایشاٹک سوسائٹی بنگال، کلکتہ سے پہلی جلد ۱۸۳۲ء دوسری اور تیسری جلد ۱۸۳۳ء میں شائع ہوئی۔ بعد ازاں مطبع نولکشور لکھنؤ سے ۱۸۶۶ء میں شائع ہوئی۔ اس کا اُردو ترجمہ منشی گوگل پرشاد نے کیا۔ شبلی نعمانی نے ایک حوالہ شاہ جہاں کی تخت نشینی کے نویں سال کے ایک واقعہ عادل والیٔ شاہ بیجاپور کا ساہو جی کی معاونت میں رندولہ کو فوج دے کر بھیجنے کا حوالہ، سیر المتاخرین سے لیا ہے۔

تزکِ جہانگیری از شہنشاہ نور الدین محمد جہانگیر

یہ فارسی تصنیف ہے۔ اس کے مصنف شہنشاہ نور الدین محمد جہانگیر ہیں۔ یہ یادداشتوں پر مبنی ہے۔ جہانگیر نے اس کتاب میں تخت نشینی کے بعد ۱۶۰۵ء سے ۱۶۱۷ء تک کے احوال لکھے ہیں۔ بعد ازاں محمد ہادی سے وفات تک لکھوانے کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ جہانگیر کے دَور کی تاریخ کہی جا سکتی ہے۔ واقعات کے علاوہ شہنشاہ جہانگیر کے روزمرہ معمولات کی تفصیلات بھی ہیں۔

۱۸۶۳ء میں سر سید احمد خاں نے اِسے پرائیویٹ پریس غازی پور، علی گڑھ سے شائع کروایا اور شبلی نے اسی اشاعت کو اپنا ماخذ بنایا ہے۔ اس کا اُردو ترجمہ محمد مصطفی خان سرور نے کیا جو مطبع نظامی کانپور سے ۱۸۸۸ء میں شائع ہوا۔ شبلی نعمانی نے ایک جگہ اس اشاعت کا حوالہ دیا ہے۔ شاہ جہاں نے اپنے بھائی شہریار اور بھتیجوں طھورث و ہوشنگ (دانیال کے بیٹے) کے قتل کے احکامات کا حوالہ تُزک جہانگیری سے دیا گیا ہے۔

تذکرہ مراۃ الخیال از شیر علی خاں لودھی

یہ فارسی زبان میں لکھا گیا تذکرہ ہے۔ اس کے مولف شیر علی خاں لودھی ہیں جو کہ شاہ جہاں کے عہد سلطنت میں امیر الامرا رہا۔ یہ تذکرہ مطبع مظفری بمبئی کے علاوہ ۱۸۴۸ء میں مطبع عمدۃ الاخبار سے بھی شائع ہوا۔ اس تذکرے میں شیر علی خاں لودھی نے ماضی اور حال کے شعرا کے حالات و حقائق کو جمع کیا ہے۔

شبلی نعمانی نے ایک حوالہ اس تذکرے سے لیا ہے۔ جہانگیر کے اشارے پر نرسنگھ دیو نے ابوالفضل (اکبر کے نورتنوں میں سے ایک) کو دھوکے سے قتل کروایا تھا اور مال و اسباب لوٹ لیا تھا اور اس کے مال سے نرسنگھ دیو نے جہانگیر سے بت خانہ تعمیر کروانے کی اجازت مانگی جو

اُسے مل گئی۔ شیر خان لودھی، ابوالفضل کو ملحد قرار دیتا ہے اور خوشی کا اظہار کرتا ہے کہ ایک ملحد کے مال سے بت خانہ بنایا گیا۔

سرِّ اکبر از دارا شکوہ

دارا شکوہ نے ہندوؤں کی مقدس کتاب اُپنشد میں سے ''سرِ اکبر'' کے عنوان سے ۵۰ اُپنشدوں کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ اس کے دیباچے میں دارا شکوہ نے لکھا کہ قرآن مجید اصل میں اُپنشد سے ہے[۱۸]۔ شبلی نعمانی نے دارا شکوہ کی اِسی عبارت کا حوالہ دیا ہے۔ دارا شکوہ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت میں ''کتاب مکنون'' سے مراد ''اپنشد'' لیتا ہے۔

انه القرآن الكريم O فی كتاب مكنون O له يمسه اِلّا المطهرون O تنزيل من رب اللعلمين O

(سورہ واقعہ، آیت ۷۷۔۸۰)

سخندانِ فارس از محمد حسین آزاد

یہ محمد حسین آزاد کی تصنیف ہے۔ یہ کتاب ۱۹۰۷ء میں مطبع مفید عام لاہور سے شائع ہوئی۔ یہ دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اوّل لسانیات کے مباحث مثلاً فلالوجی، زبان کا جینا مرنا، سنسکرت اور فارسی زبان کی فلالوجی، اشکال حروف، حرکات، افعال اور باب حروف وغیرہ پر مشتمل ہے۔ حصہ دوم گیارہ لیکچر زپر مبنی ہے۔ ان لیکچروں میں قدیم فارسی کی تاریخ، اسلام کے بعد فارسی زبان میں تبدیلی، عربی زبان کا فارسی زبان پر اثر اور گیارھویں صدی تک فارسی نظم کی تاریخ، اہم ہیں۔

شبلی نعمانی نے اورنگ زیب عالمگیر کی انشاپردازی کے لیے محمد حسین آزاد کے قول سے سند پیش کی ہے لیکن انھوں نے محمد حسین آزاد کی کتاب کی نشان دہی نہیں کی۔ یہ اقتباس ''سخن دان فارس'' کے حصہ دوم کے چوتھے لیکچر بعنوان ''فارس کی زبان مروجہ میں دوسرا انقلاب'' سے لیا گیا ہے۔ محمد حسین آزاد نے ''رقعاتِ عالمگیری'' کی مدحِ انشاپردازی میں مذکورہ اقتباس لکھا ہے۔

زیرِ نظر کتاب کے ماخذات کے مذکورہ بالا تجزیے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ شبلی نعمانی جن تحقیقی موضوعات پر قلم اُٹھاتے تھے اُس کے لیے تمام اہم اور مختلف مکتبہ ہائے فکر کے دلائل کو سامنے رکھتے تھے۔ اِس کتاب میں اُنھوں نے اورنگ زیب عالمگیر کے حوالے سے پیدا کی جانے والی تاریخی غلط فہمیوں اور ابہام کو مسکت دلائل سے نہ صرف رَد کیا ہے بلکہ اُن کی درستی کر کے اصل حقائق سامنے لائے ہیں۔ اُردو تحقیق میں ماخذات کے حوالوں کا مختصر اندراج (جسے رائج کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے) اس کتاب میں پہلی دفعہ سامنے آیا ہے۔ اِس حوالے سے اُنھوں نے کتاب کے نام اور صفحات نمبر کے اندراج کا طریقہ اپنایا ہے۔

References

1) Jamil Jalbi, Dr,Tareekh Adab e Urdu,(Vol:4)Lahore: Majlis e Taraqi e Adab,2019.pg:
2) Shams Ullah Qadri,Moarakheen e Hind,Haiderabad: Matba Nizam Deccan,1933,pg: 67
3) Nabi Ahmad Sindhelvi,Tazkira Moarakheen ,Ali Gadh: Matba Sulemani,1936,pg: 109
4) IBID,pg: 105
5) Shams Ullah Qadri, pg: 56
6) IBID,pg: 75-77
7) Aysha Begum,Tareekh awr Samajiyat,New Dehli: Tarqi Urdu Bureaue,1987,pg: 119
8) Mirza Hamid Baig,Dr,Urdu Safarnamay ki Mukhtasir Tareekh,Lahore: Classic,1999,pg: 17

9) Meer Muhammad Hussain Londoni,Mushahidat e Farang,Lahore: Maghrabi Pakistan Urdu Academy,,pg; 87
10) Anwer Sadeed, Dr,Urdu Adab me Safarnama,Lahore: Maghrabi Pakistan Urdu Academy,1987,pg : 101
11) Khalid Mahmood, Urdu Safarnamon ka tanqeedi Mutalia,New Dehli: Maktaba Jamia Limited,2011,pg: 85
12) Meer Muhammad Hussain Londoni,pg: 39/40
13) Zareena Khan,Dr,Aqil Khan Razi ba hasiyat tareekh navees,Azam Gadh: Maarif,July 2010,pg 57-63
14) Shams Ullah Qadri,pg 48
15) Shibli Naumani, Mazameen e Alamgeer,Kanpur: Matba Intizami,1911,pg: 85
16) Shams Ullah Qadri,pg: 16-18
17) Jameel Jalbi ,Dr ,Tareekh Adab e Urdu,(Vol: 2),Lahore: Majlis e Taraqi e Urdu Adab,3rd Edition,1994,pg: 173-175
18) Dara Sakoh ko Hazrat Miyan Mir see iradat mand ki waja see qadree sufi samjha jata thaa jab ke Shibli Noumani kee nazdeek dara sakoh ailaniya hindopun ka izhar karta thaa. Dousri janib Sultan al Arifeen Hazrat Sultan Bahoo ne apni kitab “Aorang Shahi” main Aorangzeb Alamger ko ibadat guzar or sufi girdana hee.